عصر حاضر میں خاندانی عدم استحکام، اسباب، مسائل اور ان کا حل

ڈاکٹر فرحت عزیز، ڈاکٹر خاور سلمان[1]

خلاصہ:

(۱) انسانی اداروں میں سے قدیم ترین ادارہ عائلی زندگی ہے۔ جو ہر معاشرے اور ہر علاقے میں موجود رہی ہے یہ نہ صرف روحانی سکون واطمینان کا باعث ہے بلکہ زندگی کو مقصدیت اور سوچ کو منزل عطا کرتی ہے۔ اسلام نے عائلی زندگی پر بہت زور دیا ہے۔ عصر حاضر میں پورا کرہ عالم نفسا نفسی کی لپیٹ میں ہے اور عائلی زندگی بھی اس کی لپیٹ میں آچکی ہے صرف مغرب ہی نہیں بلکہ مشرق بھی اس ڈگر میں پیچھے نہیں رہا۔

(۲) زوجین میں حسن سلوک کا فقدان ہے اور وہ مجبوری کے تحت زندگی بسر کرتے ہیں۔

(۳) زوجین اپنی عائلی ذمہ داریوں سے ناواقف ہیں ان میں حقیقی ذہنی ہم آہنگی نہیں۔

(۴) عورتوں کی ملازمت بھی گھریلو مسائل میں اضافے کا باعث ہے۔

(۵) بعض اوقات مشترکہ خاندانی نظام بھی عائلی زندگی کو اختتامی مراحل تک پہنچا دیتا ہے۔

ان مسائل کا واحد حل یہی ہے کہ شریعت اسلامیہ کو مکمل طور پر نافذ کیا جائے اور سیرت طیبہ کو حرز جاں بنالیا جائے۔ تاکہ مزید ٹوٹنے والے گھروں کو بچایا جاسکے۔

کلیدی الفاظ: خاندان، عائلی زندگی، معاشرہ، تعلیمات اسلامی

مقدمہ

تشکیل خاندان انسان کی فطری اور بنیادی ضرورت ہے۔ اس وسیع کائنات میں انسان سب سے زیادہ محفوظ اور پر سکون اس جگہ کو سمجھتا ہے۔ جہاں اس کے اہل خاندان آباد ہوں۔ اس تعلق کے باعث سکون وراحت ہونے کی بناپر رب کائنات نے اسکو انسان پر خصوصی کرم قرار دیا۔ اور فرمایا۔

[1] ایسوسی ایٹ پرفیسرز، لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی، لاہور

وَهُوَ ٱلَّذِى خَلَقَ مِنَ ٱلْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُۥ نَسَبًا وَصِهْرًا[1]

"وہی ذات ہے جس نے انسان کو پانی سے تخلیق کیا پھر اس کا نسب اور سسرال والد بنایا۔"

نفس کی گہرائیوں سے ابھرنے والے لطیف جذبات کے لیے حد درجہ سکون کی فضا درکار ہے۔ اگر یہ فضا نہ ملے تو انسان نفسیاتی طور پر بے چین ہو جاتا ہے اور ہر نعمت کے باوجود انسان پژمردہ ہو جاتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَٱللَّهُ جَعَلَ لَكُم مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَٰجًا وَجَعَلَ لَكُم مِّنْ أَزْوَٰجِكُم بَنِينَ وَحَفَدَةً وَرَزَقَكُم مِّنَ ٱلطَّيِّبَٰتِ[2]

"اور وہی اللہ ہے جس نے تمہارے لیے تمہاری ہم جنس بیویاں بنائیں اور اسی نے ان بیویوں سے تمہیں بیٹے اور پوتے عطا کیے اور اچھی اچھی چیزیں تمہیں کھانے کو دیں۔"

قرآن کریم میں ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

جَعَلَ لَكُم مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَٰجًا وَمِنَ ٱلْأَنْعَٰمِ أَزْوَٰجًا يَذْرَؤُكُمْ فِيهِ[3]

"اس نے تمہارے لیے تمہاری جنس سے جوڑے بنا دیے اور چوپایوں کے جوڑے بنائے ہیں تمہیں وہ اس میں پھیلا رہا ہے۔"

گویا عائلی زندگی روحانی سکون و اطمینان کا باعث ہے۔ یہ زندگی کو معتقدیت اور سوچ کو منزل عطا کرتی ہے۔

نو مسلمہ خاتون عائشہ لیمو لکھتی ہیں:

انسان خواہ مرد ہو یا عورت اس کے لیے تنہا زندگی گزارنا بہت مشکل بلکہ ناممکن ہے خاندان اسکی ایک ناگزیر ضرورت اور انسانی معاشرے کی بنیادی اکائی ہے۔ خاندان وہ

[1] (الفرقان ۲۵: ۵۴)

[2] (النحل، ۱۶: ۷۲)

[3] (الشوریٰ، ۴۲: ۱۱)

ادارہ ہے جو مستقبل کی نسل کی اچھی تعلیم و تربیت اور انہیں اچھا شہری بنانے میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ مرد اور عورت ملکر خاندان کی تشکیل کرتے ہیں اور اس کی بقا اور تحفظ کے لیے وہ ایک دوسرے کے بہترین معاون ہیں ان کو خوشیاں اور مسرتیں ان کے مفادات انکی مشکلات اور پریشانیاں مشترک ہیں۔[1]

خاندانی عدم استحکام اور عصری صورتحال

عائلی زندگی اجتماعی زندگی کی بنیاد ہے۔ اجتماعی زندگی اسوقت ترقی کرتی ہے جب زوجین کا سماجی رشتہ ٹھیک ہو اور جنسی تعلق بھی صحیح ہو۔ عورت کی سعی و جدوجہد میں جو خلا رہ جائے اسکو مرد پورا کرے اور مرد کی دوڑ دھوپ میں نقص اور کمی ہو اسکو عورت پورا کرے۔ اگر مرد اور عورت کے سماجی و معاشرتی رشتوں میں عدم توازن اور جنسی تعلقات میں اعتدال ہو تو معاشرہ زوال اور انحطاط کی طرف بڑھنے لگتا ہے۔

بدقسمتی سے عائلی زندگی کا یہ خوبصورت محل جو بنی نوع انسان کے لیے سائبان کا کام دیتا تھا اس میں دراڑیں پڑتی جارہی ہیں۔ مغرب میں عائلی زندگی کی شکست وریخت میں روز بروز اضافہ ہوتا جارہا ہے۔ طلاق بازی بڑی تیزی سے عام ہوتی جارہی ہے۔ مغربی عورت سکون قلب کی دولت سے محروم ہو چکی ہے اسکی عزت وآبرو اور نسوانی شرف سب قصہ پارینہ بن چکے ہیں۔ صرف مغرب ہی مادر پدر آزادی اور عائلی نظام کی تباہی سے دوچار نہیں ہوا بلکہ مشرق بھی اس کے مضر اثرات سے محفوظ نہ رہ سکا۔ بلکہ خاندان کی شکستگی کے سفر میں مشرق میں مغرب کی نسبت تیز رفتاری ہے۔

خاندانی عدم استحکام کے اسباب

میاں بیوی کے درمیان طبیعتوں کے اختلاف کی بنا پر معمولی رنجیوں کا پیدا ہو جانا کوئی غیر فطری نہیں۔ لیکن ان اختلافات کا بڑھ جانا اور عائلی زندگی کا منہدم ہو جانا اور رفتہ رفتہ ان حادثات کی تعداد کا بڑھتے جانا ایک لمحہ فکریہ ہے ان اسباب و علل کو دور کرنے کی ضرورت ہے۔ جو اس خوبصورت رشتے کے المناک انجام کا باعث بن رہے ہیں۔ وہ اسباب درج ذیل ہیں۔

[1](اسلام میں عورت کا مقام و مرتبہ۔ ص ۳۹)

تعلیمات اسلامی سے دوری

ازدواجی زندگی حیات انسانی کا اہم شعبہ ہے جس میں ایک عورت کو ہمدردی، مروت اور محبت کے ساتھ نفع و نقصان کا ساجھی بن کر شریک حیات بننا پڑتا ہے مرد اور عورت کے اس خاص جوڑ اور ملاپ کا اسلامی نام "نکاح" ہے جو کسی نہ کسی شکل میں ہر ملک اور ہر نسل میں ہمیشہ سے جاری ہے۔

مولانا محمد ادریس لکھتے ہیں:

> زندگی کے اس اہم شعبہ میں جسقدر خرابیاں، نقائص اور بدمزگیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اس کی وجہ اس کے سوا کچھ بھی نہیں کہ شادی کرنے والا جوڑا اپنے ازدواجی تعلقات و معاملات میں حضرت محمدؐ کے پیغام رحمت اور ان کے بتلائے ہوئے نقشوں سے مستثنیٰ اور بے نیاز ہو کر اپنی ماری تاری چلانے لگتا ہے۔ جس کے نتائج دونوں یا ایک کی زندگی کے لیے تباہ کن اور دو گھروں کی بربادی کی صورت میں نمودار ہوتے ہیں۔[1]

موجودہ دور میں بیشمار لوگ ایسے ہیں جو خود اسلامی تحریکوں سے وابستہ ہیں۔ مگر ان کے اخلاق، کردار و عقائد کا ہلکا سا رنگ ہی ان کے خاندان میں نظر نہیں آتا بہت سے ایسے گھرانے موجود ہیں جہاں میاں بیوی اور اولاد و والدین کے اندر ربط و تعلق، ہم آہنگی اور خوشگواری کا فقدان ہے مولانا مودودی لکھتے ہیں:

> The Lack of Religious education, This had led to such estrangement of Muslims from the Muslim law that even well educated Muslims are not aware of the common issues involved in this law.[2]

حسن سلوک کی کمی

زوجین کے درمیان حسن سلوک کا اس رشتے میں مؤدت و رحمت کا باعث بنتا ہے۔ آجکل حسن سلوک کا فقدان ہو گیا ہے۔ جس کی بنا پر دلوں کی دوری کا سفر تیزی سے جاری ہے۔ عورت مال و

---

[1] محمد ادریس، مولانا، لاہور، س، ن، ص ۶، مسلمان خاوند اور مسلمان بیوی، ص ۶

[2] (Moudoodi, Abul, A,Ala, The Laws of Marriage and divorce in Islam, Islamic Book Publications, Safat Kuwait, P 1)

دولت سے زیادہ خاوند کی محبت، حسن سلوک اور دلجوئی کی خواہشمند ہوتی ہے۔ شوہر کا نفرت بھرا رویہ اس کے لیے زندگی کو کانٹوں کی سیج بنادیتاہے۔آپؐ نے فرمایا:

اِستَوصَو بِا لنساءِ خیراً فَاِنّھُنّ عِندکم عوانِ [1]

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ بیوی اگرناپسند بھی ہوتو بھی حسن سلوک روا رکھو:

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا يَحِلُّ لَكُمۡ أَن تَرِثُواْ ٱلنِّسَآءَ كَرۡهٗاۖ وَلَا تَعۡضُلُوهُنَّ لِتَذۡهَبُواْ بِبَعۡضِ مَآ ءَاتَيۡتُمُوهُنَّ إِلَّآ أَن يَأۡتِينَ بِفَٰحِشَةٖ مُّبَيِّنَةٖۚ وَعَاشِرُوهُنَّ بِٱلۡمَعۡرُوفِۚ فَإِن كَرِهۡتُمُوهُنَّ فَعَسَىٰٓ أَن تَكۡرَهُواْ شَيۡـٔٗا وَيَجۡعَلَ ٱللَّهُ فِيهِ خَيۡرٗا كَثِيرٗا۔ [2]

"عورتوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو اگر کسی وجہ سے تم کو وہ ناپسند ہوں تو ممکن ہے تمہیں کوئی چیز ناپسند ہو اور اللہ تعالیٰ نے اسمیں بہت سی بھلائیاں رکھ دی ہوں۔"

سعودی عرب میں طلاق کی بڑھتی ہوئی شرح کے اسباب کا جائزہ لیا گیا تو معلوم ہوا کہ ان کے طلاق کے مطالبے کی ایک وجہ شوہروں کا ان پر جسمانی وذہنی تشدد اور مالی اور خاندانی ذمہ داریوں سے گریز کا رویہ تھا۔ یہ حسن سلوک صرف مرد ہی نہیں بلکہ عورت کی طرف سے بھی ہوناچاہیے۔ بیوی بھی شوہر کی طرح اس کے دکھ سکھ صحت وبیماری خوشحالی وبدحالی میں بھلے سلوک کی کوشش کرے۔

گھر کی سربراہی کا مسئلہ

اللہ تعالیٰ نے عائلی نظام کی استواری اور پختگی کے لئے مرد کو قوامیت کا درجہ عطا کیا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ٱلرِّجَالُ قَوَّٰمُونَ عَلَى ٱلنِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ ٱللَّهُ بَعۡضَهُمۡ عَلَىٰ بَعۡضٖ وَبِمَآ أَنفَقُواْ مِنۡ أَمۡوَٰلِهِمۡۚ [3]

[1] ترمذی، کتاب الرضاع ما جائَ فی حق المراۃ علی زوجھا (ح ۱۱۶۳)

[2] (النساء، ۴:۱۹)

[3] (النساء، ۴:۳۴)

مرد عورتوں پر نگران ہیں اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بعض مردوں کو بعض عورتوں پر (خلقی اعتبار سے) فضیلت دی ہے۔ اور اس لیے کہ مرد (عورتوں پر) اپنے مالوں میں سے خرچ کرتے ہیں۔

قوام کے معنی، امور کا منتظم، اچھی نگرانی کرنے والا یا امیر ہے۔[1]

علامہ رازی کے مطابق قوام عربی لغت میں اس شخص کو کہا جاتا ہے جو کسی معاملے کی اچھی نگرانی کرتا ہو۔ اس مفہوم کے مد نظر عورت کا قیم یا اسکا قوام اس شخص کو کہا جاتا ہے جو اس عورت کے معاملے کی نگرانی کرتا اور ہر طرح اسکی حفاظت کا اہتمام کرنے والا ہو۔[2]

لیکن مردوں میں ایسا بھی ہوتا ہے جو اپنے منصب قوامیت کو عورت کے استحصال کا ذریعہ بنا لیتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ ان کو حاکم مطلق کے اختیارات حاصل ہیں۔ وہ اپنی بیوی کو شریک حیات کی بجائے لونڈی تصور کرنے لگتے ہیں اور ان کے لیے زبان اور ہاتھ کے استعمال کو اپنا حق سمجھتے ہیں قوامیت کے اس غلط تصور نے عورت کی حیثیت کو تباہ کن حد تک متاثر کیا۔ خواتین پر تشدد اور خدا کی نافرمانی کی صورت میں اطاعت قوام لازم نہیں ہے جیسا کہ حدیث نبوی ﷺ ہے:

لاطاعة فی معصية انما الطّاعة فی المعروف [3]

جس کا اثر عائلی زندگی کی شکستگی کی صورت میں ظاہر ہوا۔ جبری شادیاں عورتوں پر ناروا تشدد، نیز انسانی سلوک مثلاً حق مہر۔ وراثت اور جائیداد سے جبری محرومی کی صورت میں رونما ہوا۔

ملازمت پیشہ اور گھریلو خواتین کی اپنے فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی

اسلام نے اندرون خانہ کام کی ذمہ داری عورت پر عائد کی ہے۔ خواتین کو ان ذمہ داریوں کا شعور ہونا چاہیے۔ بعض اوقات خواتین کا ان بنیادی ذمہ داریوں سے منہ موڑنا عائلی جھگڑوں اور مسائل کا سبب بن جاتا ہے۔

---

[1] بلیاوی، مولانا، عبدالحفیظ مصباح الغات، (تحت مادہ قوم)

[2] (رازی امام فخر الدین، التفسیر الکبیر دار لکتب العلماء بیروت۔ ۷۰/۴)

[3] (مسلم، الجامع الصحیح، کتاب الاء مادة، باب وجوب طاعة الامراء /۸۳۶ وابو داؤد، کتاب الجهاد، باب فی الطاعة/۳۷۹)

رضی الدین سید لکھتے ہیں:

آجکل شادی کے افسوسناک انجام کی صورتحال یہ ہوگئی ہے کہ رشتہ طے کروانے والی معروف خواتین اور خلع، طلاق کی خاتون وکلاء تک شکوے کرنے لگی ہیں کہ گھر کے بگاڑ میں زیادہ ہاتھ ہماری لڑکیوں کا ہی ہے۔[1]

لڑکی کے والدین اسے اکسا کر اعتماد دلاتے ہیں کہ فکر نہ کرو ہم موجود ہیں اور لڑکی والدین کے گھر آکے بیٹھ جاتی ہے شادی کے بعد لڑکی کے نئے ماحول میں ڈھلنا ہوتا ہے۔ اگر وہ ایسا نہیں کرتی تو سسرال اس کے لیے جذباتی لحاظ سے اذیت گاہ بن جاتا ہے۔

جہاں تک ملازمت پیشہ خواتین کا تعلق ہے تو انکا ملازمت کے لیے بے پردہ نکلنا۔ مرد و زن کا اختلاط بھی عائلی زندگی کے بگاڑ کا باعث بن رہا ہے۔

زینب الغزالی لکھتی ہیں:

آزادی اور ملازمت کا شوق آج عورت کو اس کے اصلی مرکز عمل اور حقیقی کارگاہ حیات یعنی اس کے گھر سے اسے باہر نکال کے لے آیا ہے۔ خود عورت کے لیے اور مجموعی طور پر مسلم معاشرے اور ملت کے لیے سب سے بڑا گھمبیر مسئلہ بن گیا ہے۔ ازدواجی زندگی کی عمارت آلام و شکست اور ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو رہی ہے۔ خاندانی نظام کا استحکام متزلزل ہو رہا ہے۔[2]

ڈاکٹر صالح بن خوازن لکھتے ہیں:

عورت ملازمت کی پاداش میں خاندانی نظام درہم برہم ہو کر رہ گیا ہے میاں بیوی کے درمیان حسن مفاہمت کی بجائے سوء تفاہم کی خلیج حائل ہو گئی ہے۔ جو بیشتر حالت میں آپس کی جدائی یا ناپسندیدہ اور پریشان کن زندگی گزارنے کا سبب بنتی ہے۔[3]

---

[1] (رضی الدین سید، ازدواجی الجھنیں اوران کا حل، اذانِ سحر پبلیکیشنز، لاہور، ۲۰۰۵۔ ص ۲۰)

[2] (زینب الغزالی، مسلمان عورت کا اصل مسئلہ، ترجمہ منیر احمد خلیلی، حسن النبا اکیڈمی، ۱۹۸۴، ص ۹)

[3] (صالح بن فوازن، تحفہ نسواں، مترجم ڈاکٹر ضیاء اللہ، ادراہ مطبوعات، ص ۱۷۴)

کام کرنے والی عورتیں خود مختار زندگی بسر کرنا چاہتی ہیں اپنا علیحدہ گھر چاہتی ہیں جسکا نتیجہ یہ نکلتا ہے۔ کہ رشتے ٹوٹنے یا کمزور ہونے لگتے ہیں۔

منیر احمد خلیلی لکھتے ہیں:

جدید دور میں شیطانی نظام کے اندر عورت نے گھر سے نکل کر خود کمائی کرنے اور خود کفالتی کا درجہ پانے کے لئے جدوجہد شروع کی توان کا سب سے بُرا اثر خاندانی نظام، ازدواجی رشتے اور خانگی ماحول پر پڑا۔ عورت نے سوچنا شروع کر دیا کہ اب وہ شوہر کی محتاج نہیں رہی۔ جب اپنی معاش خود کمارہی ہے، تو شوہر کی اطاعت اس پر کہاں لازم رہی ہے۔ یہی سوچ آزادی نسواں کے نظریے کی بنیاد بنی۔ اس نے خاندانی نظام کی بنیادیں ہلا کر رکھ دیں۔[1]

اسلام نے ۱۴۰۰ سال پہلے اس گھمبیر مسئلے کا حل دے دیا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ ٱلْجَٰهِلِيَّةِ ٱلْأُولَىٰ[2]

"اور تم اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور پہلی (پرانی) جاہلیت کی بے پردگی کی طرح (بلاضرورت) بے پردہ ہو کر نہ نکلو۔"

قاضی ثناءاللہ پانی پتی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے ازواج مطہرات کو گھروں میں ٹکے رہنے اور نافرمانی کے ارادے سے گھر سے نہ نکلنے کا حکم دیا ہے آیت میں گھر سے متعلق نکلنے سے روکنے کا حکم کا مفہوم نہیں پایا جاتا۔

اس آیت مبارکہ میں ازواج مطہرات کے علاوہ دوسری عورتیں بھی اسمیں داخل ہیں۔ اس آیت اور تفسیر سے معلوم ہوا کہ مسلمان عورت کا اصل دائرہ کار اور اصلی میدان عمل اسکا گھر ہے نہ کہ باہر اس لیے بغیر کسی واقعی ضرورت اور شرعی حاجت کے محض سیر و تفریح، پکنک یا دیگر تقریبات کے لئے گھر سے نکلنا، اور دور جاہلیت کی طرح بن ٹھن کر اپنے حسن و جمال کی نمائش کرنا شریعت میں جائز نہیں۔ عورت کے اس دائرہ کار اور گھر سے بلاضرورت نکلنے میں متعدد خرابیوں کے

[1] (خلیل منیر احمد، خاندانی نظام اس نشیمن کو بچانے کی فکر کیجیئے، حسن النبا اکیڈمی راولپنڈی، ۲۰۰۷، ص ۳۲)
[2] (الاحزاب۔ ۳۳: ۳۳)

پیش نظر اسلام نے ان سے وہ شرعی فرائض اور واجبات بھی اٹھا لیے ہیں جن کی ادائیگی کے لئے انہیں گھر سے نکلنا پڑتا ہے۔ مثلاً باجماعت نماز پڑھنا۔

آپؐ نے مزید فرمایا: عورت کی نماز اپنے گھر میں افضل ہے اس کی اپنے گھر کی نماز سے اور اسکی اپنی کوٹھڑی کی نماز افضل ہے اس کے گھر میں نماز سے۔[1]

ایک اور جگہ فرمایا: اپنی عورتوں کو مسجدوں میں نماز کیلئے جانے سے نہ روکو تاہم ان کے گھر ان کے لئے زیادہ بہتر ہے۔

اسلام کے نزدیک بیوی کے نان نفقہ کی تمام تر ذمہ داری شوہر پر ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَعَلَى ٱلْمَوْلُودِ لَهُۥ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِٱلْمَعْرُوفِ [2]

اور جس کا بچہ (اولاد) ہے (شوہر) اس کے ذمے ہے ان (ماؤں) کا کھانا اور لباس دستور کے مطابق۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:

لِيُنفِقْ ذُو سَعَةٍ مِّن سَعَتِهِۦ وَمَن قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهُۥ فَلْيُنفِقْ مِمَّآ ءَاتَىٰهُ ٱللَّهُ [3]

وسعت والے کو خرچ اپنی وسعت کے مطابق کرنا چاہیے۔ اور جس کی آمدنی کم ہو اسے چاہیے کہ اللہ نے اسے جتنا دیا ہے اس میں سے خرچ کرے۔

حجۃ الوداع کے موقع پر عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید کرتے ہوئے ان کے نان نفقہ کی ذمہ داری مردوں پر ڈالی اور فرمایا۔

"پس عورتوں کے معاملے میں اللہ سے ڈرتے رہنا کیونکہ تم نے انہیں اللہ کی امان کی بنیاد پر لے رکھا ہے۔۔۔ ان کا کھانا پینا اور ان کا کپڑا دستور کے مطابق لازم ہے۔"[4]

اسلام کا فلسفہ یہ ہے کہ وہ عام حالات میں بیٹی اور عورت کو اس امر کا مکلّف نہیں ٹھہراتا کہ وہ محنت مزدوری کر کے اپنے اخراجات خود پورے کرے بلکہ اس کا نان نفقہ اس کے والد یا اس کے

---

[1] (خطیب تبریزی، مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الصلوٰۃ باب الجماعۃ فضلھا۔ ص۹۶)

[2] (البقرۃ ۲: ۲۳۳)

[3] (الطلاق، ۶۵: ۷)

[4] (مسلم بن الحجاج، الجامع الصحیح، کتاب الحج باب حجۃ النبیؐ، دار الصباء التراث العربیہ، بیروت، ۱۴۲۰ھ، ۱/۳۹۷)

شوہر یا اس کے بھائی پر لازم ٹھہراتا ہے کہ اس پر اخراجات کا انتظام کرے تا کہ وہ اپنے ازدواجی زندگی اور ماں ہونے کی ذمہ داری کے لئے فارغ رہ سکے۔ بعض اوقات کسب معاش یا ملازمت مجبوری بن جاتی ہے مثلاً بے اولاد، مطلقہ یا بیوہ یا جس کا شوہر بے روزگار ہو جائے بعض اوقات معاشرے اور حکومت کو ان کی ضرورت ہوتی ہے۔ مثلاً ڈاکٹر یا محکمہ تعلیم وغیرہ میں۔ مگر اس سے انکے خانگی فرائض میں کوتاہی واقع نہ ہو۔

ذرائع ابلاغ کے اثرات:

ٹی وی، فلموں، فضول افسانوں، ناولوں اور سوشل میڈیا نے بھی شادیوں کی ناکامی اور ازدواجی اختلافات میں بہت اہم کردار ادا کیا ہے۔ یہ سب ذرائع ذہن کو حقیقت سے دور کرکے ڈرامائی تعمیر کرتے ہیں۔ شادی کے بعد جب یہ توقعات پوری نہیں ہوتیں تو پھر رنجشیں اور اختلافات پیدا ہو جاتے ہیں۔ میڈیا خوبصورت اور امیر ترین گھروں کا ماحول عموماً دکھاتا ہے۔ نگاہیں دیکھتی ہیں اور دل خواہشات کے تانے بانے بننے لگتا ہے۔ ہر انسان وہ سہولتیں مہیا نہیں کر سکتا۔ اس سے رویے متاثر ہوتے ہیں اور ماحول میں کھچاؤ اور تناؤ پیدا ہو جاتا ہے۔ ضروریات زندگی کی طلب بے شمار مسائل کو جنم دیتی ہے مرد و زن کا اختلاط، خواتین کی بے پردگی، ٹیلی میڈیا میں کام کرنے والے مرد و خواتین بھی شہوتوں کی کثرت کو فروغ دینے میں معاون ثابت ہو رہے ہیں۔

ڈاکٹر محمود احمد غازی لکھتے ہیں:

> آج جو صورتحال درپیش ہے وہ آج سے نہیں پچھلے ڈیڑھ سو سال سے درپیش ہے وہ یہ کہ ہر آنے والا دن، ہر نکلنے والا سورج خطرے کی یا پریشانی کی ایک نئ جہت لے کر آتا ہے آج زندگی کا کوئی پہلو ایسا نہیں ہے زندگی جو خطرات سے دوچار نہ ہو۔ فرد کے ذاتی کردار اور تربیت کا معاملہ ہو یا گھر کے اندر معاملات کے درمیان معاملہ ہو۔ گھر کی خواتین کے رویے کا معاملہ ہو ان میں ہر چیز آج براہ راست مغربی حملے کی زد میں ہے۔[1]

[1] (مغرب کا فکری و تہذیبی چیلنج اور علماء کی ذمہ داریاں، ماہنامہ افکار معلم لاہور، فروری ۲۰۰۶ ص ۱۷)

مشترک معاشرت اور عدم برداشت کا رویہ:

ایک مشترک معاشرتی اور طرز زندگی بھی نفسیاتی،اخلاقی،اور معاشی مسائل کو جنم دیتی ہے مشترک معاشرت میں ایک فرد کی نجی آزادی مجروح ہوتی ہے۔ کھانے پینے،پہننے کے حوالے سے ہر فرد کی اپنی الگ پسند اور ترجیحات ہوتی ہیں۔ مشترک خاندانی نظام میں افراد کو اپنی ترجیحات سے دستبردار ہونا پڑتا ہے اس سے بے چینی اور بے اطمینانی پیدا ہوتی ہے۔ مشترک خاندان میں مالی مرکزیت کی وجہ سے کئی دفعہ آمدن واخراجات کے حوالے سے غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں۔جو نفرتوں اور کدورتوں کو جنم دیتی ہیں۔اس سے خاندان کا استحکام متاثر ہوتا ہے۔ بعض اوقات یہ نوبت گھر کے ٹوٹنے پر ختم ہوتی ہے۔

گھریلو تشدد:

عورتوں پر تشدد یا انہیں گالی گلوچ سے نوازنا ہماری معاشرتی زندگی کا حصہ اور مرد کی قوامیت کا لازمی مظہر بنتا دکھائی دیتا ہے۔ شوہر ہونے کا مقصد گویا یہ سمجھا جاتا ہے کہ مرد کو عورت کی تحقیر اہانت اور ذہنی و جسمانی اذیت پہنچانے کا کھلا لائسنس مل گیا ہے۔خاندانی عدم استحکام کی ایک لازمی وجہ یہ بھی ہے۔

سفارشات ونتائج

اسلام کا عائلی نظام ایک بڑی شکل میں اسلامی معاشرہ کہلاتا ہے۔اس لیے اسلام نے خاندانی نظام کی سلامتی واستحکام پر زور دیا ہے اور کمزور کرنے والی باتوں کا سد باب کیا ہے۔اگر ہم اپنے رویے تبدیل کر لیں اور اپنے اعمال و کردار میں تبدیلی لے آئیں۔افکار و نظریات کا رخ مثبت سوچ کی طرف پھیر دیں۔تو ان عائلی مسائل سے چھٹکارا پانا ممکن ہو جائے گا۔

عائلی مسائل کی بہتری کے لئے ضروری ہے کہ۔

ا۔قرآنی احکام اور نبی کریمؐ کی اسوہ حسنہ کی پیروی کی جائے۔آپؐ کی عائلی زندگی میں اس مثالی نمونہ کو سامنے رکھ کر آج بھی ان تمام گھروں کو امن وسکون،مہر و وفا اور خیر و برکت کا گہوارہ بن جاتا ہے۔

۲۔ زوجین کی عائلی تربیت کا اہتمام کیا جائے۔اسلامی روایات سے وابستہ ادارے اس امر کی طرف خصوصی توجہ دیں۔

۳۔ خاندان کے دو لازمی اجزاء (میاں بیوی) کو ایک دوسرے کے لئے محبت مروت، الفت، راحت، ہمدردی و غمگساری جیسے پاکیزہ جذبات سے خوب آشنا ہونا چاہیے۔ مرد اپنے زیر کفالت افراد کی معاشی ضروریات امکان بھر خوشدلی سے ادا کریں اور عورت اپنے قلعے کے اندر بھرپور مرکزی کردار ادا کرے۔

۴۔ زوجین میں موافقت اور ہم آہنگی کی تدابیر کی جائیں۔

۵۔ عائلی اصلاح میں ادارہ خاندان بہتر کردار ادا کر سکتا ہے۔

۶۔ گھریلو تشدد کا سد باب کیا جائے۔

۷۔ مردوں کی اصلاح کی جائے وہ بیویوں کو محبت و عزت دیں جس کی وہ مستحق ہیں۔

۸۔ ذرائع ابلاغ مؤثر کردار ادا کریں۔ انہیں وسیع پیانے پر اصلاح اخلاق کی مہم چلانی چاہیے۔ الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے ایسے پیغام نشر کیے جائیں جسکا مقصد افراد کی عائلی تربیت ہو۔

فہرست منابع

۱. قرآن کریم

۲. اسلام میں عورت کا مقام و مرتبہ، سید علی خامنہ ای دام ظلہ، معراج کمپنی، لاہور

۳. مسلمان خاوند اور مسلمان بیوی، محمد ادریس، مولانا، لاہور

۴. Moudoodi, Abul, A,Ala, The Laws of Marriage and divorce in Islam, Islamic Book Publications, Safat Kuwait

۵. ترمذی، مکتبۃ امام اہلسنت، لاہور

۶. بلیاوی، مولانا، عبد الحفیظ مصباح الغات، مکتبۃ برہان، اردو بازار، جامع مسجد دہلی

۷. رازی امام فخر الدین، التفسیر الکبیر دار لکتب العلماء بیروت

۸. مسلم، الجامع الصحیح، دار القرطبہ، بیروت

۹. رضی الدین سید، ازدواجی الجھنیں اور ان کا حل، اذانِ سحر پبلیکیشنز، لاہور، ۲۰۰۵

۱۰. زینب الغزالی، مسلمان عورت کا اصل مسئلہ، ترجمہ منیر احمد خلیلی، حسن النبا اکیڈمی، ۱۹۸۴

۱۱. صالح بن فوزان، تحفہ نسواں، مترجم ڈاکٹر ضیاء اللہ، ادراہ مطبوعات
۱۲. خلیل منیر احمد، خاندانی نظام اس نشیمن کو بچانے کی فکر کیجیئے، حسن النبا اکیڈمی راولپنڈی، ۲۰۰۷ء
۱۳. خطیب تبریزی، مشکوٰۃ المصابیح، مکتبۃ محمدیہ، لاہور
۱۴. مسلم بن الحجاج، الجامع الصحیح، کتاب الحج باب حجۃ النبیؐ، دار الصباء التراث العربیہ، بیروت، ۱۴۲۰ھ
۱۵. مغرب کا فکری و تہذیبی چیلنج اور علماء کی ذمہ داریاں، ماہنامہ افکار معلم لاہور